ازعدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 4اگست 2000

غلام حسین ودیگر

بنام

سٹیٹ آف دہلی

[کے ٹی تھامس اور آر پی سیٹھی، جسٹس صاحبان]

اویڈنس ایکٹ، 1872-دفعہ 32-بیان نذاع- قابل قبولیت- حکم ہوا کہ، حقائق پر، بیان نذاع مادی حقائق سے تصدیق شدہ ہے اور اس لیے درست ہے-تعزیراتی ضابطہ، 1860-دفعہ 302۔

متوفی جلنے کے زخموں کی وجہ سے فوت ہوا۔ متوفی کا بیان ہسپتال میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر آف پولیس (اے ایس آئی) نے ریکارڈ کیا۔ مجسٹریٹ نے متوفی کا بیان بھی الگ سے ریکارڈ کیا۔ متوفی نے بتایا کہ اس کے بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے۔ اس کی بیوی اپنے والد کے گھر گئی۔ وہ وہاں اپنی بیوی کو واپس لے جانے گیا۔ اپنے سسر کے انکار پر متوفی گھر کے ایک کونے میں واقع چائے کی دکان پر تین دن سویا۔ اگلے دن صبح سویرے وہ نیند سے بیدار ہوا۔ اس کے بھابھی کا شوہر نے اس کے دونوں ہاتھ پیچھے سے پکڑے۔ اس کے سسر نے متوفی کی بیوی سے مٹی کا تیل لانے کو کہا۔ اس نے ڈبے میں مٹی کا تیل لے کر اپنے والد کو دے دیا۔ اس نے زبردستی اپنے داماد پر مٹی کا تیل ڈالا اور متوفی کے بہنوئی نے اسے آگ لگا دی۔ متوفی کے بیانات کو اس کی موت کے بعد مرنے والے بیانات کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ ایڈیشنل سیشن جج نے متوفی کی بیوی، سسر، بہنوئی اور بھابھی کا شوہر کو دفعہ 302 مجموعہ تعزیرات بھارت کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں عمر قید کے ساتھ ہر ایک کو 500 روپے جرمانے کی سزا سنائی۔ ۔عدالت عالیہ نے تمام ملزموں کی اپیلیں مسترد کر دیں۔ تاہم، اس نے مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے موت کے وقت کے نذاع کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ استغاثہ اس کی ریکارڈنگ کو مکمل طور پر قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔

اس عدالت میں اپیل میں، ملزم-اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ متوفی کے مرنے کے بیان کی کسی اور ثبوت سے تصدیق نہیں ہوئی؛ کہ مرنے کا بیان مشکوک حالات میں ریکارڈ کیا گیا تھا جسے ثابت نہیں کیا جا سکتا؛ کہ متوفی کا بیان تفتیشی افسر نے ریکارڈ کیا تھا جسے بعد میں ابتدائی اطلاعی رپورٹ (ایف آئی آر) سمجھا گیا اور اس لیے اسے ثبوت میں قابل قبول بیان نذاع نہیں سمجھا جا سکتا۔

استغاثہ نے دعوی کیا کہ بیان نذاع کو باضابطہ طور پر ریکارڈ کیا گیا ہے اور مادی حقائق کی دیگر شواہد سے تصدیق ہوتی ہے۔

عدالت، اپیلوں کو نمٹانے میں

حکم ہوا کہ: 1.1. ایویڈنس ایکٹ 1872 کا دفعہ 32 سنی ہوئی گواہی کو خارج کرنے کے عمومی اصول سے مستثنی ہے اور کسی شخص کی طرف سے متعلقہ حقائق کا تحریری یا زبانی بیان، شخص کی موت کے بعد، ثبوت میں قابل قبول ہے اگر اس میں موت کی وجہ یا لین دین کے کسی ایسے حالات کا حوالہ دیا گیا ہو جس کے نتیجے میں موت واقع ہوئی ہو۔ تاہم، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تفتیشی افسر کے ذریعے درج کردہ بیان جسے بعد میں ایف آئی آر کے طور پر مانا گیا، اسے موت کے وقت کا بیان اور ثبوت میں ناقابل قبول نہیں مانا جا سکتا، کیونکہ بیان ریکارڈ کرنے کے وقت اے ایس آئی کے پاس تفتیشی افسر کی صلاحیت نہیں تھی کیونکہ اس وقت تک تفتیش شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس طرح کے بیان کو بیان نذاع سمجھا جا سکتا ہے جو ایکٹ کی دفعہ 32(1) کے تحت ثبوت میں قابل قبول ہے۔ یہ بیان متوفی نے رضاکارانہ طور پر دیا تھا جسے لکھنے تک محدود کر دیا گیا تھا اور اسے بنانے والے کی موت کے بعد بیان نذاع سمجھا گیا ہے۔ متوفی نے ان حالات کا حوالہ دیا ہے جو بالآخر اس کی موت کی وجہ ثابت ہوئے۔ اپیل گزاروں کی طرف سے ایسی کوئی بات نہیں بتائی گئی ہے جو بیان کے ثبوت میں بنانے یا قبولیت کے بارے میں کوئی شک پیدا کر سکے۔ [146-C; 145-H; 146-A-B;D-E]

1.2. عدالت عالیہ مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے موت کے وقت کے اعلامیے کو اس بنیاد پر مسترد کرنے میں درست ہے کہ استغاثہ بیان کی ریکارڈنگ کو مکمل طور پر قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ [147 C]

1.3. گہری جانچ پڑتال پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اے ایس آئی کا بیان نذاع اس واقعے کا سچا بیان ہے جو اس کے بنانے والے کی موت کا باعث بننے والے حالات کو بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بیان واقعے

کے فوراً بعد دیا گیا تھا، اس کی صداقت اور درستگی پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مرنے کے اعلامیے کے ارد گرد کے حالات واضح اور قائل ہیں جن کی مادی تفصیلات میں تصدیق کی گئی ہے۔

[148 H; 149 A]

خوشان راؤ بنام ریاست بمبئی، [1958] ایس سی آر 552؛ منا راجہ بنام ریاست مدھیہ پردیش، [1976] 2 ایس سی سی 764، پر انحصار کیا۔

2. متوفی کی بیوی اپنے شوہر کے قتل کے جرم میں دوسرے ملزموں کے ساتھ مشترکہ ارادہ نہیں رکھ سکتی تھی۔ جب اس کے والد نے اسے مٹی کا تیل لانے کو کہا تو اس نے اس مقصد کو جانے بغیر ایسا کیا۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مٹی کا تیل متوفی کو خوفزدہ کرنے یا اسے اپنے سسرال کے گھر سے دور جانے پر مجبور کرنے کے لیے حاصل کیا گیا ہو گا۔ کوئی اور واضح عمل اس بیوی سے منسوب نہیں ہے جو متوفی کی بدقسمت بیوہ ہے۔ اسی طرح استغاثہ نے اپنا مقدمہ شک سے بالاتر ثابت نہیں کیا ہے جیسا کہ متوفی کے بھابھی کے شوہر کا تعلق ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے متوفی کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے تھے۔ اگر متوفی کو آگ لگا کر قتل کرنے کا ارادہ کیا گیا ہوتا تو یہ اس وقت کیا جا سکتا تھا جب وہ سو رہا ہوتا۔ اسے جگا دینے کی کوئی وجہ نہیں تھی جس کی وجہ سے بھابھی کا شوہر کو بظاہر اس پر قابو پانے کے لیے اس کے ہاتھ پکڑنے کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ بھابھی کے شوہر کی محض موجودگی نے متوفی کو بیان میں اپنے نام کا ذکر کرنے پر آمادہ کیا ہو گا لیکن مذکورہ بھابھی کے شوہر کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے متوفی کی موت کا سبب بننے کے مبینہ مشترکہ ارادے کا اشتراک کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ قتل کرنے کا ارادہ کسی بھی وقت سامنے آ سکتا ہے لیکن اس طرح کا ارادہ ہر معاملے کے حالات سے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ بھابھی کا شوہر اپنے سسرالیوں کے ساتھ یہ دیکھنے گیا ہو کہ متوفی ان کے گھر میں ناپسندیدہ مہمان کے طور پر رہ کر مسئلہ پیدا نہ کرے۔ اس طرح استغاثہ اپنا مقدمہ دوبارہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے: بیوی اور بھابھی کا شوہر تمام معقول شکوک و شبہات سے بالاتر۔ لہذا، دونوں اپیل کنندگان شک کے فائدے کے حقدار ہیں۔ ان کی سزایابی اور سزا کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔

[149 C-H]

3. جہاں تک سسر اور بہنوئی کا تعلق ہے، استغاثہ نے اپنے مقدمے کو تمام معقول شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت کر دیا ہے کہ ان کا متوفی کو قتل کرنے کا مشترکہ ارادہ تھا جس کے پیش نظر ایک نے

متوفی پر مٹی کا تیل ڈالا اور دوسرے نے اسے آگ لگا دی۔ اس لیے ان کی سزایابی اور سزا کی تصدیق ہوتی ہے۔[150 A]

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 781، سال 1998۔

1994 میں فوجداری اپیل نمبر 132 میں دہلی ہائی کورٹ کے 19.11.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے ساتھ

فوجداری اپیل نمبر 782، سال 1998۔

1993 میں فوجداری اپیل نمبر 192 میں دہلی ہائی کورٹ کے 19.11.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے ساتھ

فوجداری اپیل نمبر 783، سال 1998۔

1994 میں فوجداری اپیل نمبر 230 میں دہلی ہائی کورٹ کے 19.11.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے این شکلا، جگ دیو سنگھ منہاس (اے سی)، اے ایس راوت، محترمہ سشما سوری اور سی روی چندرن ائر وکیل۔ (اے سی) حاضر ہونے والی جماعتوں کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سیٹھی نے سنایا

اپیل کنندہ محترمہ شبنم بیوی ہیں، اپیل کنندہ غلام حسین سسر ہیں، اپیل کنندہ روشن بہنوئی ہیں اور اپیل کنندہ شکیل احمد متوفی اسلام الدین کا بھابھی کا شوہر ہے جس کی موت 13.10.1989 پر اپیل کنندگان کی طرف سے شخص کو لگنے والے جلنے کے زخموں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ مقدمے کی سماعت کے اختتام پر، ایڈیشنل سیشن جج، دہلی عدالت نے اپیل گزاروں کو دفعہ 302 مجموعہ تعزیرات بھارت کے تحت مجرم قرار دیا اور انہیں عمر قید اور ہر ایک کو 500 روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی۔ سزایابی اور سزا کے خلاف دائر اپیلوں کو دہلی عدالت عالیہ نے ان اپیلوں میں عائد فیصلوں کے ذریعے مسترد کر دیا تھا جنہیں جیل کے اپیل گزاروں نے ترجیح دی تھی۔

ہم نے مدعاعلیہان کی طرف سے پیش ہونے والے امیکس کیوری شری جگدیو سنگھ منہاس اور سینئر وکیل شری کے این شکلا کو سنا ہے۔

استغاثہ کے مطابق ایف آئی آر متوفی کے بیان کی بنیاد پر درج کی گئی تھی جو اسے ایل این جے پی اسپتال میں داخل کیے جانے کے بعد درج کی گئی تھی۔ اسلام الدین نے بیان میں کہا تھا کہ اس کی شادی واقعہ کی تاریخ سے تقریباً 5 سے 6 ماہ قبل غلام حسین کی بیٹی، اپیل کنندہ شبنم سے ہوئی تھی۔ جب وہ تقریب سے تقریباً 7-8 دن پہلے عوامی بیت الخلا، سنجے امر کالونی، بوٹ برج، جمنا پشتا کے قریب جھوگی نمبر 215 پر محترمہ شبنم کو واپس لینے آیا تو اس کے اور شبنم کے درمیان جھگڑا ہوا کیونکہ وہ اپنے سونے اور چاندی کے زیورات کے ساتھ آئی تھی جس کی قیمت 5000 روپے تھی۔ چونکہ شبنم کو اس کے ساتھ نہیں بھیجا گیا تھا اس لیے وہ تین راتیں چائے کی دکان میں سویا جو اس کے سسر کے گھر کے کونے میں واقع تھی اور اسے غلام حسین کے دیگر ارکان کے ساتھ جھوگی میں رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ 13.10.1989 پر تقریباً 3:30 بجے تینوں مرد ملزم اس جگہ پر آئے جہاں وہ سو رہا تھا اور اسے جگا دیا۔ شکیل احمد نے پیچھے سے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ اس کے سسر نے شبنم سے مٹی کا تیل لانے کو کہا جسے وہ ایک چھوٹے ڈبے میں لے کر آئی اور اسے اپنے والد کے حوالے کر دیا جس نے زبردستی اسلام الدین پر مٹی کا تیل ڈالا اور اس کے بعد روشن نے اسے آگ لگا دی۔ پڑوسی وہاں آئے اور "بچاؤ بچاؤ" (بچاؤ بچاؤ) چلاتے ہوئے آگ بجھانے کی کوشش کی، وہ لوہے کے پل کے قریب پہنچا جہاں ایک پولیس اہلکار اسے تھری وہیلر سکوٹر میں بٹھا کر ہسپتال لے گیا۔ گواہ استغاثیہ 22 بلوان سنگھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنا بیان ریکارڈ کیا تھا جسے بعد میں اس کا بیان نذاع سمجھا گیا۔

اپیل گزاروں کے خلاف مقدمہ ثابت کرنے کے لیے استغاثہ نے گواہ استغاثہ 1 کانسٹیبل راجبیر سنگھ، گواہ استغاثہ 2 کانسٹیبل نوبت سنگھ، گواہ استغاثہ 3 کانسٹیبل جیت سنگھ، گواہ استغاثہ 4 خاتون کانسٹیبل تارا، گواہ استغاثہ 5 کانسٹیبل کرشن پال، گواہ استغاثہ 6 انسپکٹر دیویندر سنگھ، گواہ استغاثہ 7 اے ایس آئی بودھی سنگھ، گواہ استغاثہ 8 ششی دھران، پیشگی گواہسیٹر، گواہ استغاثہ 13 لالو، گواہ استغاثہ 14 ڈاکٹر بی این آچاریہ، گواہ استغاثہ 15 کانسٹیبل کرشن کمار، گواہ استغاثہ 16 ڈاکٹر جارج پال، گواہ استغاثہ 17 کانسٹیبل کرشن کمار، گواہ استغاثہ 18 اسلم، گواہ استغاثہ 19 ایس این شائی، گواہ استغاثہ 20 کانسٹیبل

سریندر سنگھ، گواہ استغاثہ 21 ہیڈ کانسٹیبل پریم پال سنگھ، اور گواہ استغاثہ 22 اے ایس آئی بلوان سنگھ۔ گواہوں کی زبانی گواہی کے علاوہ، استغاثہ نے دو تحریری بیان نذاع پر انحصار کیا یعنی نمائش گواہ استغاثہ 19/A اور نمائش گواہ استغاثہ 22/B۔

مختلف مواقع دیے جانے کے باوجود ملزم نے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔

اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے زور دے کر دلیل دی ہے کہ چونکہ اس معاملے میں کوئی براہ راست ثبوت نہیں تھا اس لیے درج ذیل عدالت عالیان کے لیے اپیل گزاروں کو محض موت کے اعلامیے پر انحصار کرتے قابل مجرم قرار دینا اور سزا دینا مناسب نہیں تھا، جس کی ان کے مطابق، کسی دوسرے گواہ نے اس کی مادی تفصیلات میں تصدیق نہیں کی تھی۔ انہوں نے مزید دعوی کیا ہے کہ مشکوک حالات میں درج کیے گئے موت کے بیانات کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے برعکس، مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر ایڈوکیٹ نے پیش کیا کہ مرنے والے بیانات کو باضابطہ طور پر ریکارڈ کیا گیا ہے اور مقدمے میں پیش قابل دیگر شواہد سے مادی حقائق کی تصدیق ہوئی ہے۔

استغاثہ کے گواہ 22/B کو استغاثہ کے گواہ 22 اے ایس آئی بلوان سنگھ نے 14.10.1989 کو صبح 6.30 بجے اسپتال میں ڈاکٹر سے رائے حاصل کرنے کے بعد ریکارڈ کیا کہ زخمی بیان کے لئے موزوں ہے۔ ڈاکٹر کی توثیق کو نمائش استغاثہ گواہ 22/A کے طور پر درج کیا گیا ہے۔ درخواست گزاروں کی جانب سے پیش ہونے والے وکیل نے کہا کہ چونکہ بیان تفتیشی افسر نے ریکارڈ کیا تھا جسے ایف آئی آر سمجھا جاتا ہے، اس لیے اسے موت سے پہلے دیے گئے بیان کے طور پر نہیں دیکھا جا سکتا اور یہ ثبوت میں ناقابل قبول ہے۔ اس عرضی میں کوئی صداقت نہیں ہے کیونکہ بیان قلمبند کرنے کے وقت گواہ استغاثہ 22 بلون سنگھ کے پاس تفتیشی افسر کی صلاحیت نہیں تھی کیونکہ اس وقت تک تفتیش شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس طرح کے بیان کو موت سے پہلے کے بیان کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے جو ثبوت ایکٹ کی دفعہ 32(1) کے تحت ثبوت میں قابل قبول ہے۔ گواہ استغاثہ 22 اے ایس آئی بلوان سنگھ کے بیان اور نمائش گواہ استغاثہ 22/B کی تفصیلات کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد، ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ مذکورہ بیان متوفی نے رضاکارانہ طور پر دیا تھا جسے تحریری طور پر محدود کر دیا گیا تھا اور تخلیق کار کی موت کے بعد اسے موت کا بیان سمجھا گیا ہے۔

ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 32 سنائی ہوئی گواہی کو خارج کرنے کے عمومی اصول سے مستثنیٰ ہے اور کسی شخص کی طرف سے اس کی موت کے بعد متعلقہ حقائق کا تحریری یا زبانی بیان ثبوت میں قابل قبول ہے اگر اس میں اس کی موت کی وجہ یا لین دین کے کسی بھی حالات کا حوالہ دیا گیا ہو جس کے نتیجے میں اس کی موت ہوئی ہو۔ دفعہ 32 کی توضیحات کو راغب کرنے کے لیے، استغاثہ کو یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ بیان ایک ایسے شخص نے دیا تھا جو مر چکا ہے یا جس کا پتہ نہیں چل سکا ہے یا جس کی حاضری بغیر کسی تاخیر یا اخراجات کے حاصل نہیں کی جا سکتی ہے یا وہ ثبوت دینے سے قاصر ہے اور یہ کہ ایسا بیان ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 32 کی ذیلی دفعہ (1) سے (8) میں بیان کردہ کسی بھی حالات میں دیا گیا تھا۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام الدین جس نے گواہ استغاثہ B/22 کا بیان دیا تھا اس کی موت ہو چکی ہے اور اس نے اپنے بیان میں ان حالات کا حوالہ دیا ہے جو بالآخر ان کی موت کی وجہ ثابت ہوئے۔ دفاع کی جانب سے ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی ہے جس سے گواہ استغاثہ B/22 کے بیان کے ثبوت کی تیاری یا قبولیت کے بارے میں ہمارے ذہن میں کوئی شک پیدا ہو۔

بیان نذاع گواہ استغاثہ A/19 پیش کرتے، فاضل وکیل نے پیش کیا ہے کہ بطور گواہ، یعنی گواہ استغاثہ 12 محمد ستنا اور گواہ استغاثیہ 18 اسلم جو متوفی کے حقیقی بھائی ہیں، نے استغاثہ کے بیان کی حمایت نہیں کی ہے اور ایسے دیگر حالات موجود ہیں جنہوں نے شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں، مذکورہ موت کے اعلامیے کو ثابت کرنا محفوظ نہیں تھا۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ایس ڈی ایم نے خود بیان ریکارڈ نہ کرنے کی کوئی وجہ نمائش گواہ استغاثہ A/19 میں نہیں بتائی ہے۔ تاہم، مقدمے کی سماعت کے دوران انہوں نے کہا کہ چونکہ ان کی ایک انگلی زخمی ہوئی تھی، اس لیے انہوں نے گواہ استغاثہ 22 بلوان سنگھ کو بیان نذاع لکھا۔ گواہ استغاثہ 22 بلوان سنگھ نے بدلے میں کہا ہے کہ انہوں نے گواہ استغاثہ A/19 ریکارڈ نہیں کیا تھا۔ فاضل وکیل نے مذکورہ بالا دونوں بیانات کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرائی اور زور دیا کہ گواہ استغاثہ B/22 اور گواہ استغاثہ A/19 کو ایک ہی شخص نے نہیں لکھا ہے، گواہ استغاثہ A/19 پر انحصار کرنا اور اسے موت سے پہلے بیان دینا غیر محفوظ ہوگا۔ ملزمین کی اس طرح کی دلیل کو قبول کرتے ہوئے ہائی کورٹ نے اس سلسلے میں نتیجہ اخذ کیا تھا:

اس طرح استغاثہ کے گواہوں 12 اور 18 کے بیانات اور مذکورہ بالا مشاہدے سے ملزم کی جانب سے پیش کی گئی اس دلیل کی مکمل تائید ہوتی ہے جس میں نمائش گواہ استغاثہ A/19 کے بارے میں ملزم کی جانب سے پیش کی گئی درخواست کی مکمل تائید ہوتی ہے۔ شنوائی کرنے والی عدالت نے نمائش

گواہ استغاثہ 19/A پر انحصار کرتے ہوئے غلطی سے کام کیا تھا۔ ملزم کے خلاف جرم کا پتہ لگانے کے لئے اسے غور سے خارج کرنا ہو گا۔"

ہم ہائی کورٹ کے نتائج سے بھی اتفاق کرتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ نمائش استغاثہ گواہ 19/A کی ریکارڈنگ کو مکمل طور پر ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ تاہم، ہمارے اس نتیجے کے پیش نظر کہ نمائش گواہ استغاثہ 22/B کو متوفی کا موت سے پہلے بیان ثابت کیا گیا ہے، ہمیں استغاثہ کے معاملے میں کوئی فطری کمزوری نظر نہیں آتی جو اپیل کنندگان کو بری کرنے کا حق دار ہو۔

یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ موت کے اعلامیے کو اس وجہ سے احتیاط کے ساتھ نمٹا جانا چاہیے کہ بیان بنانے والے سے جرح نہیں کی گئی تھی۔ قانون کی کوئی حکمرانی یا دانشمندی کی حکمرانی نہیں ہے کہ مرنے کا اعلان قبول نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس کی تصدیق نہ ہو۔[خوشان راؤ بنام ریاست بمبئی، [1958] ایس سی آر 552؛ منا راجہ بنام ریاست مدھیہ پردیش، [1976] 2 ایس سی سی 764۔

تاہم، چونکہ استغاثہ کے پاس صرف ایک بیان نذاع باقی ہے، یعنی گواہ استغاثہ 22/B، ہم محسوس کرتے ہیں کہ فوری معاملے میں اپیل گزاروں کو صرف مذکورہ بالا موت کے اعلامیے کی بنیاد پر مجرم قرار دینا محفوظ نہیں ہو گا جب تک کہ دیگر مادی تفصیلات میں اس کی تصدیق نہ ہو۔ ہمیں اس معاملے میں کافی تصدیق ملی ہے۔ مرنے والے اعلامیے کے مندرجات یہ ہیں کہ متوفی کی شادی اس واقعے سے تقریباً 5 سے 6 ماہ قبل عوامی بیت الخلا، سنجے امر کالونی، بوٹ برج، جمنا پشتا کے قریب جھوگی نمبر 215 کے رہائشی غلام حسین کی بیٹی محترمہ شبنم سے ہوئی تھی۔ 7-8 بیان دینے کی تاریخ سے کچھ دن پہلے وہ غلام حسین کی رہائش گاہ پر اپنی بیوی کو واپس لینے آیا تھا۔ اس کے آنے کے 2-3 دن بعد اس کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا کیونکہ وہ اس کی رضامندی کے بغیر اس کے گھر سے اس کے ساتھ سونے اور چاندی کے زیورات لے کر آئی تھی جن کی قیمت 5,000 روپے تھی۔ اس نے اپنے سسر کے گھر کے سامنے ایک چائے کی دکان پر تین راتیں گزاریں کیونکہ اسے غلام حسین کے دوسرے ارکان کے ساتھ گھر میں رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس دن وہ اپنے سسر کے گھر سونے گیا جس نے اسے وہاں بلایا تھا۔ وہ اپنے سسر کے گھر کے باہر "ریہاری" (چلتی گاڑی) پر سویا۔ تقریباً 3:30 بجے اس کے بھابھی کا شوہر شکیل احمد، اس کے سسر غلام حسین اور بہنوئی روشن وہاں آئے اور اسے جگایا۔ اپیل کنندہ شکیل احمد نے پیچھے سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ اس کے سسر نے شبنم سے مٹی کا تیل لانے کو کہا جسے وہ ایک چھوٹے ڈبے میں لے کر آئی اور اپنے والد کے حوالے کر دیا جس نے اسے جلانے کے ارادے سے اس پر ڈال دیا اور روشن نے اسے

آگ لگا دی۔ اس نے الارم لگایا جس پر پڑوسی وہاں آئے اور آگ بجھانے کی کوشش کی۔ وہ لوہے کے پل کے قریب "بچاؤ بچاؤ" (بچاؤ) کہتے ہوئے شعلوں میں بھاگا۔ اس نے ایک پولیس اہلکار سے ملاقات کی جس کے بارے میں اس نے بتایا کہ اس کے سسرال والوں نے اسے جلا دیا ہے۔ پولیس اہلکار نے اسے تھری وہیلر سکوٹر میں بٹھایا اور ہسپتال لے آیا۔ مقدمے کے مادی حقائق جیسا کہ موت کے اعلامیے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ (i) متوفی کی شادی محترمہ شبنم سے ہوئی تھی جس کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے؛ (ii) متوفی کے سسرال والے اس کی بیوی کو اس کے ساتھ واپس جانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے ؛(iii) وہ یوپی کے ضلع بجنور میں واقع اپنے گاؤں سے آیا تھا؛ (iv) اسے اس کے سسرالیوں نے آگ لگا دی تھی جس کے نتیجے میں بالآخر اس کی موت ہو گئی؛ استغاثہ نے ثابت کیا۔ گواہ استغاثہ 2 نے بیان نذاع کے ورژن کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے متوفی کو جلی ہوئی حالت میں 'جل ادیا، جلا دیا، بچاؤ بچاؤ' (جلا جلا، بچاؤ بچاؤ) پکارتے ہوئے دیکھا تھا۔ پوچھ گچھ کے بعد اس نے اسے بتایا کہ اسے اس کے سسرالیوں نے جلا دیا ہے۔ گواہ استغاثہ 5 کرشن پال سنگھ نے بتایا ہے کہ واقعے کی جگہ سے اے ایس آئی بلوان سنگھ نے مٹی کے تیل کا ایک چھوٹا ڈبہ، ایک ماچس جس میں تیلی، ایک پرس، کاغذ کی دو چادریں اور ایک قمیض جلی ہوئی حالت میں ضبط کی تھی۔ گواہ استغاثہ 9 ننھے خان نے اگرچہ دشمنی کا اعلان کیا ہے لیکن اعتراف کیا ہے کہ تقریباً 2:30 بجے جب وہ اپنے بچے کے لیے پانی لانے جا رہے تھے تو انہوں نے متوفی کو آگ پر اپنے کپڑے لے کر دوڑتے دیکھا تھا۔ گواہ استغاثہ 13 لالو، جسے بھی دشمن قرار دیا گیا تھا، نے اعتراف کیا ہے کہ اس نے شور سنا تھا اور اسلام الدین کو شعلوں میں دیکھا تھا۔ بعد میں اس نے ملزموں کو بتایا کہ شعلوں میں جلنے والا شخص ان کی طرف سے بھاگ رہا تھا۔ گواہ استغاثہ 16 ڈاکٹر جارج پال نے کہا ہے کہ ان کی رائے میں متوفی کی موت **سیپٹیسیمیا اور ٹاکسیمیا** کی وجہ سے ہوئی تھی اور اس کے جسم پر جلنے کے زخم تھے۔ گواہ استغاثہ 19 ایس این شائی اس وقت کے SDM نے بیان کی ریکارڈنگ کا حوالہ دیا ہے جس کی وضاحت تقریباً ایک جیسی ہے جیسا کہ نمائش گواہ استغاثہ 22/B میں تفصیلی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چاروں ملزموں کو متوفی کا بیان ریکارڈ کرنے اور ان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے فوراً بعد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ لہٰذا، یہ واضح ہے کہ نمائش گواہ استغاثہ 22/B میں بیان کردہ مادی حقائق کی تصدیق مختلف گواہوں اور مقدمے کے حاضر حالات نے کی ہے۔

قریب سے جانچ پڑتال کرنے پر ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ مرنے والا اعلامیہ نمائش گواہ استغاثہ 22/B اس واقعے کا سچا ورژن ہے جو اس کے بنانے والے کی موت کا باعث بننے والے حالات کو بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بیان واقعے کے فوراً بعد دیا گیا تھا، اس کی صداقت اور

درستگی کے بارے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مرنے کے اعلامیے کے ارد گرد کے حالات واضح اور قائل ہیں جن کی ہم نے مادی تفصیلات میں تصدیق کی ہے۔ دفاع پر عمومی تنقید کو، کسی بھی طرح سے، مذکورہ بالا بیان کو مسترد کرنے کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا جسے بعد میں متوفی کا موت کے وقت بیان سمجھا گیا۔

موت کے درست اعلامیے کے ثبوت پر اس بات کا تعین کرنا ہوتا ہے کہ تمام یا کوئی بھی ملزم اس جرم کا مجرم ہے جس کے لیے ان پر الزام لگایا گیا ہے، سزا سنائی گئی ہے اور سزا سنائی گئی ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ محترمہ شبنم کا کردار ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد اسلام الدین کے قتل کے جرم میں دوسرے ملزموں کے ساتھ اس کے مشترکہ ارادے کی بنیاد بنائی جا سکے۔ یہ بتائے بغیر کہ مٹی کے تیل کا کیا کرنا ہے، اس کے والد نے اسے لانے کو کہا تھا جو بظاہر اس نے یہ جانے بغیر کیا کہ مٹی کا تیل اس کے والد نے کس مقصد کے لیے حاصل کیا تھا۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مٹی کا تیل متوفی کو خوفزدہ کرنے یا اسے اپنے سسرال کے گھر سے دور جانے پر مجبور کرنے کے لیے حاصل کیا گیا ہو گا جہاں وہ واقعہ کی تاریخ سے تقریباً 7 سے 8 دن پہلے سے رہ رہا تھا۔ کسی اور واضح فعل کو محترمہ شبنم سے منسوب نہیں کیا گیا ہے جو متوفی کی بدقسمت بیوہ ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں تک شکیل احمد کا تعلق ہے استغاثہ نے اپنا مقدمہ شک سے بالاتر ثابت نہیں کیا ہے۔ وہ متوفی کا بھابھی کا شوہر ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے متوفی کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے تھے۔ اگر متوفی کو آگ لگا کر قتل کرنے کا ارادہ کیا گیا ہوتا تو یہ اس وقت کیا جا سکتا تھا جب وہ سو رہا ہوتا۔ اسے جگانے کی کوئی وجہ نہیں تھی جس کی وجہ سے شکیل احمد کو بظاہر اس پر قابو پانے کے لیے اس کے ہاتھ پکڑنے کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ شکیل احمد کی محض موجودگی نے متوفی کو بیان میں اپنے نام کا ذکر کرنے پر آمادہ کیا ہو گا لیکن مذکورہ اپیل کنندہ کو اسلام الدین کی موت کا سبب بننے کے مبینہ مشترکہ ارادے کا شریک ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سچ ہے کہ قتل کرنے کا ارادہ کسی بھی وقت سامنے آ سکتا ہے لیکن اس طرح کا ارادہ ہر معاملے کے حالات سے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس بات کو خارج نہیں کیا جا سکتا کہ شکیل احمد اپنے سسرال کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ اس کا بھابھی کا شوہر 7 سے 8 دن تک ان کے گھر اور اس کے آس پاس ناپسندیدہ مہمان کے طور پر رہ کر کوئی مسئلہ پیدا نہ کرے۔ ریکارڈ پر ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ کسی بھی ملزم نے متوفی کو قتل کرنے کے اپنے ارادے کا اشارہ کیا تھا۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ استغاثہ اپیل گزار محترمہ شبنم اور شکیل احمد کے خلاف اپنے مقدمے کو تمام معقول شکوک وشبہات سے بالاتر ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہماری رائے میں یہ دونوں اپیل کنندگان شک کے فائدے کے حقدار ہیں۔

جہاں تک غلام حسین اور اس کے بیٹے روشن کا تعلق ہے، استغاثہ نے اپنے مقدمے کو تمام قابل شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت کر دیا ہے کہ ان کا متوفی کو قتل کرنے کا مشترکہ ارادہ تھا جس کے پیش نظر ایک نے متوفی کے جسم پر مٹی کا تیل ڈالا اور دوسرے نے اسے آگ لگا دی۔

حالات کے تحت شبنم کی طرف سے دائر اپیل نمبر 98/782 کی اجازت ہے اور اپیل نمبر 98/781 کی جزوی طور پر اجازت ہے، جہاں تک ملزم شکیل احمد کا تعلق ہے، ان کے خلاف دی گئی سزا دہی اور سزا کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے۔ انہیں بری کر دیا جاتا ہے اور ہدایت کی جاتی ہے کہ جب تک کسی دوسرے معاملے میں ضرورت نہ ہو انہیں فوری طور پر رہا کر دیا جائے۔ جہاں تک اپیل کنندہ غلام حسین کا تعلق ہے، روشن اور اپیل نمبر 98/783 کی طرف سے دائر اپیل نمبر 98/781 میں کوئی میرٹ نہیں ہے، اور انہیں مسترد کر دیا جاتا ہے۔

فوجداری اپیل نمبری 98/781 جزوی طور پر منظور ہوئی۔

فوجداری اپیل نمبری 98/782 منظور ہوئی۔

فوجداری اپیل نمبری کو برخاست کر دیا گیا۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24